□

بچوں کی تعلیم میں خاندان کا کردار

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جس ذات پاک نے ہمیں بچوں کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور ہمیں ان کے مفاد اور اللہ کے تمام بندوں کے مفاد کی تعلیم دینے کا حکم دیا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، اور میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد (□)، اللہ کی تمام تر مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب اور منتخبہ بندے ہیں۔ آپ (□) نے اپنی امت کو پاکیزہ تعلیمات دیں اور انہیں تمام برائیوں سے دور رہنے کی تاکید فرمائی۔اللہ کی رحمت اوردرود ہو قیامت کے دن تک، آپ (□)پر، آپ کے اہل بیت پر، آپ کے صحابہ پر اور ہر اس شخص پر جو آپ کی پیروی کرے۔

اے اللہ کے بندو

میں آپ سے سفارش کرتا ہوں، جیسا کہ میں اپنے آپ سے سفارش کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے تمام اعمال میں اللہ کی رضاء حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ آپ کو جاننا چاہیے-اللہ کی رحمت ہو آپ پر- کہ بچوں کی نعمت اللہ کا سب سے بڑا تحفہ ہے۔ اس لیے، ان کی صحیح پرورش کرنا وہ مقدس فریضہ ہے جسے ہمیں پورا کرنا ہے۔ دراصل، ہر ایک بچہ اپنے والدین کا قدرتی طور پر عکس ہوتا ہے، اسی لیے ہر باپ اپنے بیٹے کو خوش رکھنے میں ہمیشہ گہری دلچسپی لیتا ہے اور ہر اس چیز کی روک تھام کرتا ہے جو اس کے لیے مصائب کا سبب بن سکتی ہو۔ اس کے باوجود اس خوشی کی تشریح کے تعلق سے لوگوں کے خیالات مختلف ہیں۔ ایک جانب تو بعض افراد کا خیال ہے کہ انہیں اپنے بچہ کو پوری پوری آزادی دینی چاہیے اور انھیں خوش کرنے کے لیے تحائف دینے چاہیئں۔ دوسری جانب، بعض دیگر افراد کا خیال ہے کہ انہیں اپنے بچوں کی ضرورتوں کے لیے حدود مقرر کرنی چاہیئے اور ان کی آزادی کے دائرہ کار کو محدود کردینا چاہیئے۔ تاہم، جو لوگ وحی الٰہی کے الفاظ پر غور کرتے ہیں، انہیں اس کے بارے میں ایک متوازی نقطہ نظر مل جاتا ہے، جو بچہ کے لیے ایک محفوظ ماحول فراہم کرتا ہے اور والدین کو اس کا اہل بناتا ہے کہ وہ اپنی پدرانہ شفقت کے ساتھ اس کی پرورش کریں۔ اے پیارے والدین، آپ کو چاہیے کہ آپ حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بیٹے، جس نے بعض غلط کاموں کا ارتکاب کیا تھا، کے درمیان ہوئی گفتگو پر نظر ڈالیں [وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ (٤٢) قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّـهِ إِلَّا مَن رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ (اور وہ کشتی پہاڑوں جیسی (طوفانی) لہروں میں انہیں لئے چلتی جا رہی تھی کہ نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ ان سے الگ (کافروں کے ساتھ کھڑا) تھا: اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ، (42) وہ بولا: میں (کشتی میں سوار ہونے کے بجائے) ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ نوح (علیہ السلام) نے کہا: آج اﷲ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر اس شخص کو جس پر وہی (اﷲ) رحم فرما دے، اسی اثنا میں دونوں (یعنی باپ بیٹے) کے درمیان (طوفانی) موج حائل ہوگئی سو وہ ڈوبنے والوں میں ہوگیا)][1]۔اس اختیار کے باوجود، جو کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے پر حاصل تھا، آپ نے اپنے بیٹے سے اس جوکھم کا اظہار کرنے کے بعد، اسے آزادانہ اپنا فیصلہ لینے دیا۔ آپ کو پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے ذریعہ اپنی وفات سے قبل اپنے بیٹوں کو کی جانے والی آخری نصیحت پر بھی غور کرنا چاہیے [أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَـٰهَكَ وَإِلَـٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَـٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (کیا تم (اس وقت) حاضر تھے جب یعقوب (علیہ السلام) کو

[1] سورۃھود-43-42

موت آئی، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا: تم میرے (انتقال کے) بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو انہوں نے کہا: ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق (علیہم السلام) کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبودِ یکتا ہے، اور ہم (سب) اسی کے فرماں بردار رہیں گے)]۔[2] اے برادر معلم، خدائے رحمٰن کے ان برگزیدہ بندوں کی نصیحتوں پر غور کرو اور ان کا موازنہ ظالموں کی ہدایات سے کرو۔ یہاں ایک مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی دی جاتی ہے جس نے اپنے بیٹے سے بے رخی اور سختی کے ساتھ سوال کیا اور بری طرح دھمکایا [قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ((آذر نے) کہا: اے ابراہیم! کیا تم میرے معبودوں سے روگرداں ہو؟ اگر واقعی تم (اس مخالفت سے) باز نہ آئے تو میں تمہیں ضرور سنگ سار کر دوں گا اور ایک طویل عرصہ کے لئے تم مجھ سے الگ ہوجاؤ)][3]۔ ایک اور مثال فرعون کی ہے جس نے موسی سے خطاب کرتے ہوئے کہا [قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ((فرعون نے) کہا: (اے موسٰی!) اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تم کو ضرور (گرفتار کر کے) قیدیوں میں شامل کر دوں گا)][4]۔ بے شک یہ ہدایات دینے کے طریقوں کی تشدد آمیز مثالیں ہیں جو درست طریقوں سے مطلق طور پر غیر متعلق ہیں۔ [فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّـهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّـهِ ۚ إِنَّ اللَّـهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ((اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم طبع ہیں، اور اگر آپ تُندخُو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے، سو آپ ان سے درگزر فرمایا کریں اور ان کے لئے بخشش مانگا کریں اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں، بیشک اللہ توکّل والوں سے محبت کرتا ہے)][5]۔

اے مسلمانو

بچوں کو تعلیم و تربیت دینا اور ان سے نرم لہجے میں بات کرنا پیغمبروں کا طریقہ ہے اور ایک مذہبی فریضہ بھی۔ ابوامامہ سے روایت ہے: ((رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں ایک نوجوان حاضر ہوا اور کہا، "اے اللہ کے رسول، مجھے زنا کرنے کی اجازت عطا کیجیے۔" لوگوں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ "خاموش رہو! خاموش رہو!" رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "یہاں آؤ"۔ نوجوان آپ (ﷺ) کے قریب آگیا تو آپ نے اس سے بیٹھنے کے لیے کہا۔ رسول کریم (ﷺ) نے فرمایا "کیا یہ بات تم اپنی ماں کے لیے پسند کرو گے؟" اس شخص نے کہا جی نہیں، میری جان آپ پر قربان۔ کوئی بھی فرد ایسا اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرے گا"۔ رسول کریم نے فرمایا، "کیا تم اسے اپنی بیٹی کے لئے پسند کروگے؟" اس شخص نے کہا "اللہ کی قسم ہرگز نہیں، میری جان آپ پر قربان۔ اور نہ ہی لوگ ایسا اپنی بیٹی کے لیے پسند کریں گے۔" رسول اللہ نے فرمایا "کیا تم اسے اپنی بہن کے لیے پسند کروگے؟" اس شخص نے جواب دیا، "اللہ کی قسم ہر گز نہیں، میری جان آپ پر قربان۔ نہ ہی لوگ ایسا اپنی بہنوں کے لیے پسند کریں گے"۔ رسول کریم نے ارشاد فرمایا "کیا تم اسے اپنی پھوپھیوں، چاچیوں کے لئے پسند کروگے؟ اس فرد نے کہا "اللہ کی قسم ہر گز نہیں۔ میری جان آپ پر قربان ہو۔ نہ ہی لوگ اسے اپنی پھوپھیوں اور چاچیوں کے لیے پسند کریں گے۔" اللہ کے رسول (ﷺ) نے ارشاد فرمایا "کیا تم اسے اپنی خالاؤں کے لیے پسند کروگے؟" اس فرد نے جواب دیا "اللہ کی قسم ہر گز نہیں۔ میری جان آپ پر قربان۔ نہ ہی لوگ ایسا اپنی خالاؤں کے لیے پسند کریں گے۔" رسول اللہ (ﷺ) نے اپنا دست مبارک اس شخص پر رکھا اور فرمایا "یااللہ، اس کے گناہوں کو معاف فرما، اس کے دل کو پاک فرمادے، اور اس کی عفت کا تحفظ فرما۔" اس کے بعد، اس نوجوان نے کسی بھی گناہ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔))

رسول اکرم کا بچوں کی تدریس کا پیغمبرانہ طریقہ کس قدر حیرت انگیز ہے اور آپ کا سفارشات کرنے کا انداز کس قدر شان دار ہے۔ یہ ایک طرح سے شفیق لہجے میں ہدایات کی اعلی و ارفع قسم ہے۔ رسول کریم محمد (ﷺ) سب سے زیادہ شفیق باپ کی شبیہ کی ایک حیرت انگیز مثال ہیں۔ آپ (ﷺ) اللہ کی تمام تر مخلوقات میں سب سے زیادہ راست باز پیغمر اور بہترین معلم ہیں۔ آپ (ﷺ) نے ایک ایسے نوجوان کی بہترین ڈھنگ سے درست بات سمجھائی جو توانائی اور قوت سے بھرپور تھا۔ وہ آپ کے پاس اپنی کور چشم جبلت کے تحت ایک غیر اخلاقی کام کی اجازت طلب کرنے آیا تھا، لیکن جب وہاں سے روانہ ہوا تو پاک دامن اور مہذب بن کر روانہ ہوا۔

---

[2] سورة البقرة133

[3] سورة مریم-46

[4] سورة الشعراء – 29

[5] سورۃآل عمران--159

اے مسلمانو

روحانی تعلیمات اور پیغمبرانہ تدریس میں یہ بھی شامل ہے کہ بچوں کو ان کی ماں، باپ اور خونی رشتوں اور رشتہ داریوں کے تئیں ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی سکھایا جائے۔ اسی لیے، ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم (□) نے ہمیشہ اپنے صحابہ کو ان فرائض کی ادائیگی کی تعلیم دینے پر زور دیا اور آپ (□) ان کی رہنمائی ایسی باتوں کی سمت فرماتے تھے جو انہیں برائیوں سے دور رکھے۔ ((عبداللہ ابن عمر کی روایت ہے، کہ "رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا، اور جہاد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ رسول اللہ (□) نے اس سے دریافت فرمایا، 'کیا تمھارے والدین حیات ہیں؟' اس نے جواب دیا 'جی ہاں'۔ رسول اللہ (□) نے اس سے ارشاد فرمایا، "اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لیے وقف کردو")۔ کس طرح بعض لوگ ان حقوق کو نظر انداز کردیتے ہیں جو ان کے والدین کے ان پر ہیں اور کس طرح وہ اپنے خونی رشتہ داروں کے تئیں اپنے فرایض سے روگردانی کرتے ہیں؟ درحقیقت، بچوں سے ان کے سامان، کھلونوں اور کھانوں کے بارے میں دریافت کرنا نہایت ہی اہم ہے۔ یہاں ہم حضرت ابوبکر صدیق، رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کرتے ہیں، جنھوں نے روایت کی ہے کہ وہ اس کھانے کے بارے میں اپنے غلام سے دریافت کیا کرتے تھے جو وہ ان کے لیے لایا کرتا تھا۔ تو والدین کس طرح اپنے بچوں کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر سکتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں میں کیا ہے اس امر کے باوجود کہ زیادہ تر موقعوں پر وہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں کہ یہ ان کے اثاثے نہیں ہیں؟ ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے، کہ رسول اللہ (□) نے ارشاد فرمایا "((تم سب اپنے ماتحتوں کے سرپرست اور ذمہ دار ہو)

اے اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کی تعلیم، ان کے ساتھیوں اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی تربیت میں ہمیشہ نیک اخلاق کی پیروی کرنے کی کوشش کرو۔ ان کے ساتھ ان تمام معلومات اور خیالات پر گفتگو کرو جو وہ حاصل کرتے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ ان کے سامنے مثبت رخ پیش کریں اور ان کی ایسی تربیت کرو کہ وہ تمام منفی پہلوؤں سے دور ہوجائیں تاکہ ان کا انجام ان کے لیے اور آپ سب کے لیے بھی بخیر ہو اور تم اپنے رب کی رضا پاسکو۔

میں یہ اپنا قول دوہراتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور آپ کے لیے، اور جملہ مسلمانوں کے لئے عفو کا طلب گار ہوں، اس لیے اللہ سے معافی طلب کرو، وہ معاف کرنے والا ہے۔ نہایت رحم فرمانے والا ہے اور اسے پکارو، وہ تمھاری پکار پر جواب دیتا ہے، بے شک اللہ نہایت فراخ دل اور فیاض ہے۔

****

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جو بڑا ہی مہرباں ہے اور نہایت رحم والا ہے اور جس نے ہمیں اپنے بچوں کی تربیت کرنے اور ان کے ساتھ نرم کلامی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے آپ کو آئندہ نسل کے روبرو ایک بہترین مثال بننے کی وکالت فرمائی ہے۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد (□)، اس کے پیغمبر اور رسول ہیں؛ آپ (□) دیگر تمام ابنیاء کے سربراہ اور تمام اساتذہ کے رہنما ہیں۔ اللہ قیامت کے دن تک آپ (□) پر، آپ کے اہل بیت پر، اور صحابہ پر، اور ہر اس شخص پر اپنا فضل و کرم اور درود و سلام نازل فرمائے جو آپ کی پیروی کرتا ہے۔

دراصل، قرآن پاک روحانی تعلیمات اور ہدایات کی ان مثالوں سے مزین ہے جو انسانی تاریخ جتنی قدیم ہیں۔ یہ قابل ذکر ہے کہ ان مثالوں میں، وہ بات چیت بھی شامل ہے جو سب سے زیادہ محبوب نبی (علیہ السلام) اور اللہ تعالٰی کے درمیان ہوئی، اللہ ان پر اور ان کے لوگوں پر اپنا کرم فرمائے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے [وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ (٦٩) إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ (٧٠) قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ (٧١) قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ (٧٢) أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ (٧٣) قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ (اور آپ ان پر ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ (بھی) پڑھ کر سنا دیں، (69) جب انہوں نے اپنے باپ * اور اپنی قوم سے فرمایا: تم کس چیز کو پوجتے ہو، * (یہ حقیقی باپ نہ تھا، چچا تھا۔ اسی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش کی تھی جس کی وجہ سے اسے باپ کہا کرتے تھے۔ اس کا نام آذر ہے جبکہ آپ کے حقیقی والد کا نام تارخ ہے۔) (70) انہوں نے کہا: ہم بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور ہم انہی (کی عبادت و خدمت) کے لئے جمے رہنے والے ہیں، (71) (ابراہیم علیہ السلام نے) فرمایا: کیا وہ تمہیں سنتے ہیں جب تم (ان کو) پکارتے ہو؟ (72) یا وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں یا نقصان پہنچاتے ہیں؟][6]. یہ غلط تصورات

[6] سورة الشعراء -73 - 69

اور گمراہ عقائد سے متعلق ایک نہایت درست سوال ہے۔ والدین اور معلمین شاید ہی ایک ایسے وقت میں لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ روحانی موضوعات پر گفتگو کرتے ہوں، جو چھینا جھپٹی اور معلومات کے تنوع سے پُر ہے کیونکہ بچوں کو آزادی دینے کے بڑے جوکھم ہیں اور زیادہ تر اس کے ناخوشگوار نتائج نکلتے ہیں اور شدید نقصانات ہوتے ہیں۔ دراصل کتابیں، کمپیوٹر اور علم کے دیگر ذرائع ایسے ہیں جن کے فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی۔ ایسی صورت میں یہ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی رہنمائی صحیح ذرائع تک کرنے میں فعال کردار نبھائیں اور ان کے ساتھ شفقت اور قریبی تعلقات کا رویہ اختیار کریں۔ ابراھیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کا طریقہ ملاحظہ فرمائیے جب آپ اپنے بیٹے سے گفتگوکرتے ہیں تو ملائمت اور شفقت کے ساتھ اور عزت کے ساتھ اللہ حق سبحانہ فرماتے ہیں [فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّـهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (پھر جب وہ (اسماعیل علیہ السلام) ان کے ساتھ دوڑ کر چل سکنے (کی عمر) کو پہنچ گئے تو (ابراہیم علیہ السلام نے) فرمایا: "اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کررہا ہوں سو غور کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے"۔ (اسماعیل علیہ السلام نے) کہا: "ابّاجان! وہ کام (فوراً) کر ڈالیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے)"۔][7]۔ یہ ایک پُر سکون مکالمہ اور عمدہ ہدایات کی بہترین مثال ہے جس کا نتیجہ اور ردعمل اللہ اور اس کی منتخبہ نبی (علہ السلام) کی اطاعت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس لیے اللہ سے ڈرو اے اللہ کے بندو! اور ہمیشہ اس امر کو یقینی بنانے کی کوشش کرو کہ کیا چیز آپ کے بچوں کے روحانی تحفظ کے لیے بہترین ہے تاکہ اللہ آپ کو اور آپ کے انجام کو اور نتائج کو بہتر بنادے۔ جب تم اپنے بچوں کو اسکول روانہ کرتے وقت ان کے ساتھ کھانا، پانی اور دوسری ضروریات کی چیزیں دیتے ہو، اس وقت انہیں اخلاقی عمدگی اور راستبازی کی رہنمائی بھی فراہم کیا کرو تاکہ یہ امر یقینی ہوجائے کہ جب وہ بڑے ہوں تو ان کے اخلاق بہترین ہوں اور وہ اعلی خصوصیات کے حامل ہوں۔

اس لیے، پیغمبروں کے آقا و مولا پر درود و سلام بھیجو، جیسا کہ اللہ تعالی اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے:اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا[8]

اے اللہ! محمد اور آل محمد پرسلامتی بھیج، جیسے کہ تونے ابراہیم اور ابراہیم کے اہل بیت پر بھیجی تھی۔ اور اپنی برکتوں کا نزول محمد(صلعم) کے اہل بیت پر فرما جیسا کہ تونے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) پر نازل فرمایا۔ بے شک اللہ تعالی سب سے زیادہ قابل تعریف اور بڑی عظمت والا ہے۔

اے اللہ، حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین سے، ان کی ازدواج مطہرات، امہائے مومنین سے، ان کے صحابہ سے اور مومن مردوں اور مومنہ خواتین سے قیامت کے دن تک راضی ہوجا اور اپنے بے پناہ رحم و کرم کے صدقے ہم سے بھی راضی ہوجا۔

اے اللہ ہمارے آج کے اس اجتماع پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور جب ہم یہاں سے رخصت ہوں تو ہمیں امن اور گناہوں سے تحفظ کے ساتھ رخصت فرما اور ہمیں اپنے مذہب میں کسی طرح سے کمتر نہ بنا۔

یا اللہ! ہم آپ سے رہنمائی، تقوی، عفت و عصمت اور مال کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو دیانت دار زبان، رجوع لانے والا دل، اعمال صالحہ، علم نافع، مضبوط عقائد، خالص ایمان اور دین اور حلال اور بابرکت رزق کی نعمت سے سے مالا مال فرمادے۔ یا اللہ بے شک تو سب سے زیادہ عظیم الشان اور قابل احترام ہے۔

یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عظمتیں عطا فرما! اور اسلام اور مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا فرما، یا اللہ! ظالموں اور کافروں کو نیچ ادکھا۔ یا اللہ! اپنے تمام بندوں کو امن و سلامتی عطا فرما۔

یا اللہ! ہمیں اپنے وطن میں سلامتی عطا فرما! ہمارے اپنے وطن میں ہمارے لیے دیرپا سلامتی اور استحکام عطا فرما! ہمارے سلطان کو عظمتوں سے مالا مال فرما اور حق پرستی کی سمت میں رہنمائی کرنے میں اس کی اعانت فرما۔

---

[7] سورة الصافات-102

[8] سورة الاحزاب--56

یا اللہ! ہم پر آسمانوں سے بارشیں نازل فرما اور ہمیں ان میں سے ایک بنا دے جو دن اور رات تجھے یاد کرتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک تجھ سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔

یا اللہ! ہم پر آسمانوں کی رحمتیں اور زمین کی نعمتیں نازل فرما اور ہمارے پھلوں اور فصلوں میں اور ہمارے مجموعی رزق میں خیر و برکت عطا فرما۔ یا اللہ تو نہایت عظیم الشان اور قابل احترام ہے۔

یا اللہ! عطا فرما ہمیں اس دنیا میں بھلائی، اور عقبٰی میں بھلائی اور بچا ہمیں دوزخ کی آگ سے!

یا اللہ! ہمارے دلوں کو ہدایات عطا کرنے کے بعد ٹیڑھا نہ فرمائیے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمتیں عطا فرما بے شک تو بڑا دینے والا ہے۔

یا اللہ! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ، اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم سے رحم کا معاملہ نہ کیا تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔"

یا اللہ! ان تمام مومنین و مومنات کو معاف فرما جو ابھی بقید حیات ہیں اور انہیںبھی جو وفات پاچکے ہیں، بے شک اے اللہ آپ سب سے زیادہ سمیع اور مجیب ہیں۔

اللہ کے بندو! [اللہ انصاف، بھلائی اور خویش و اقارب کے ساتھ سخاوت کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ تمام بے حیائی کے کاموں، اور ناانصافی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے: وہ آپ کو ہدایت عطا فرماتا ہے ، جو آپ یاد رکھ سکتے ہیں۔]